ادبیات　　مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

ایک محفلِ علم وادب کا دلچسپ منظر
بسلسلہ : ساعتے با اہل حق

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب تحسین القرآن نوشہرہ بعد ازاں جامعہ ابوہریرہ اور پھر جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ ہر جگہ بہت ہی علمی، ادبی اور تحقیقی بیانات کے علاوہ علمی، ادبی مجالس بھی منعقد ہوئیں، جن میں دسیوں اکابر علماء اور مشائخ شریک ہوئے، مثلاً شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ، شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ، شیخ الحدیث مولانا انوار الحق، شیخ الحدیث حضرت مولانا مطلع الانوار مدظلہ (فاضل دیوبند، تلمیذ حضرت مدنیؒ)، شیخ الحدیث مولانا عبدالغنی حقانی (اذاخیل)، مولانا عبدالقیوم حقانی، مولانا قاری محمد عبداللہ بنوی، مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی اور مولانا راشد الحق سمیع حقانی (مدیر 'الحق') مولانا قاری عمر علی، اکرام اللہ شاہد (سابق ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی)، مولانا سید محمد یوسف شاہ حقانی، مولانا حامد الحق حقانی اور حافظ محمد قاسم حقانی وغیرہم۔

آغازِ سخن : تحسین القرآن میں خطاب کے بعد حضرات شیخین (شیخ الاسلام اور شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق) اور دیگر علماء ایک کمرہ میں تشریف فرما تھے قلم وکتاب اور علم وادب کا موضوع چھڑا، اس طرح محفلِ علم وادب قائم ہوئی، سب سے پہلے کسی مناسبت سے شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہ نے فانی بدایونی کا یہ شعر پڑھا .... ۔

سنے جاتے نہ تھے تم سے میرے دن رات کے شکوے　　کفن سرکاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ

مولانا ابراہیم فانی صاحب نے فرمایا کہ مولانا مناظر احسن گیلانی نے موت کی رات فرمائش کی تھی کہ یہ شعر۔

سنے جاتے نہ تھے تم سے میرے دن رات کے شکوے
کفن سر کاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ

جس غزل میں ہے وہ مجھے سنائی جائے۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے بھی فانی صاحب کی تائید کی کہ ہاں اسی طرح تھا۔ اس موقع پر شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی نے بھی فانی بدایونی کا یہ شعر پڑھا ۔

ہم نے فانی ڈوبتی دیکھی ہے نبضِ کائنات
جب مزاجِ یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

باہمی تعارف : اس موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے فانی صاحب کا تعارف حضرت مفتی محمد تقی عثمانی

سے کرایا، اور فرمایا کہ یہ مولانا محمد ابراہیم فانی ہیں۔ ان کے والد محترم دار العلوم حقانیہ کے صدر المدرسین رہ چکے ہیں۔ بہت بڑے متکلم، مفسر اور عظیم شیخ الحدیث تھے۔ یہ انہیں کے فرزند ہیں اور ماشاء اللہ فارسی، عربی، اردو اور پشتو کے بہترین شاعر ہیں۔ 'الحق' میں ان کا شاعرانہ کلام آپ کی نظروں سے گزرتا ہوگا۔ آپ نے مطالعہ کیا ہوگا۔

اس دوران مولانا عبدالقیوم حقانی تشریف لائے۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے ان کا بھی بھرپور تعارف کرایا۔

مولانا محمد تقی عثمانی نے فرمایا :

''ہاں ! ان کے قلمی افادات اور تصنیفات کی پورے عالم میں دھوم ہے''۔

مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا : میں کہا کرتا ہوں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے ربّ نے فرمایا ہے: وَاَلَـنَّا لَهُ الْحَدِيْد (سبا:۱۰) (ہم نے ان کے لئے لوہے کو نرم کردیا تھا) اور حقانی صاحب کے لئے...... شیخ الاسلام نے لقمہ دیتے ہوئے فرمایا: وَاَلَـنَّا لَـهُ الْقَلَم ۔ (ہم نے ان کے لئے قلم کو مسخر کردیا) مولانا سمیع الحق نے فرمایا: میں کہا کرتا ہوں کہ وَاَلَـنَّالَهُ التَّصْنِيف (ہم نے ان کے لئے تصنیف کو مسخر کردیا) یہ کبھی سوچا نہ تھا چونکہ گفتگو علم وادب اور فانی صاحب کی شاعری کے حوالے سے چل رہی تھی تو مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے فانی صاحب سے اپنا کلام سنانے کی فرمائش کی۔ چنانچہ فانی صاحب نے اپنی یہ غزل سنائی............

بدلیں گے انداز تیرے یہ کبھی سوچا نہ تھا	دل نے اے جانِ تمنا یہ ستم دیکھا نہ تھا
اپنی قسمت سے گلہ تھا ان سے کچھ شکوہ نہ تھا	اُس حسیں پیکر نے میرے عشق کو سمجھا نہ تھا
زندگی میں پیش آئے ہیں حوادث نو بہ نو	اب کے جو طرزِ جنوں ہے پہلے تو ایسا نہ تھا
ہائے ان فرقت کے لمحوں میں وہ حِدّت خون کی	تن میں ایسی رگ نہ تھی جس میں شرر بھڑکا نہ تھا
کس کو ہم آخر سناتے قصۂ سوزِ جگر	تھی بھری محفل مگر اک بھی جگر والا نہ تھا
تجھ سے میں کیوں دور ہو جاؤں کہیں گے کیا یہ لوگ	چاند تھا لیکن قریب اس کے کوئی تارا نہ تھا
فانؔی بیچارہ اب احوالِ دل مت پوچھیے	بجلیوں کے گھر میں پہلے ایسا اندھیرا نہ تھا

اسی غزل پر حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ حضرت مفتی صاحب نے غزل کا یہ مصرعہ دہرایا

ع　　تن میں ایسی رگ نہ تھی جس میں شرر بھڑکا نہ تھا

غزل کے مقطع ......

فانی بے چارہ اب احوالِ دل مت پوچھیے　　　بجلیوں کے گھر میں پہلے ایسا اندھیرا نہ تھا

پر مولانا سمیع الحق صاحب نے ازراہ مزاح وتفنن فرمایا کہ آج کی طرح ''لوڈ شیڈنگ'' کی کیفیت تھی۔

علماءِ دیوبند کا ذوقِ شعروادب :

شعر وادب کے حوالے سے مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب نے فرمایا: ذوقِ شعر وادب تو ہمارا موروثی ہے، ہمارے اکابر ومشائخ اور علماءِ دیوبند کو اللہ پاک نے اس ذوق سے بھی حصہ وافر عطا فرمایا تھا۔

اکابر دیوبند کے ذوقِ ادب اور شاعری کی بات چل پڑی تو شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی نے فرمایا: مولانا قاسم نانوتویؒ، حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ اچھے ادیب اور شعراء تھے۔ فانی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت نانوتویؒ بہت بڑے غزل گو شاعر تھے۔

مولانا نانوتویؒ اور سرسید مرحوم کا تبادلۂ شعر: ایک دفعہ سرسید احمد خان کو حضرت نانوتویؒ نے لکھا کہ "مجھے معلوم ہوا کہ آپ کے عقائد میں فتور ہے۔ تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا اور آپ کے جو شکوک وشبہات ہیں وہ میں دفع کردوں گا۔ سرسید نے انتہائی رعونت سے جواب میں غالب کا یہ شعر لکھا ....

حضرتِ ناصح جو آویں دیدہ و دل فرشِ راہ
کوئی مجھ کو یہ تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا

حضرت نانوتویؒ نے ان کو جواب میں مرزا غالب کی اسی غزل سے یہ شعر لکھا ......

بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک
میں سناؤں حالِ دل اور آپ فرمائیں گے کیا

مولانا سمیع الحق اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دیر تک اس سے حظِ وافر لیتے رہے اور تبصرہ بھی کرتے رہے۔ فانی صاحب نے مزید فرمایا: مولانا قاسم نانوتویؒ کی مغلق کتابیں، علمی عظمت، رفعتِ شان، عظمتِ درس وتدریس اور قومی وملی سیاست کے باوصف، علم وادب اور ذوقِ شعر کا یہ عالم کہ غالب کا دیوان تک نہ چھوڑا۔ پھر فانی صاحب نے مولانا محمد تقی عثمانی سے عرض کیا کہ آپ اپنا کلام سنائیں اور سب نے تقاضا کیا تو انہوں نے اپنی مشہور نظم سنائی۔ "دربار میں حاضر ہے اِک بندۂ آوارا"۔

دربار میں حاضر ہے اک بندۂ آوارا — آج اپنی خطاؤں کا لادے ہوئے پشتارا
سرگشتۂ و درماندہ بے ہمت و کانارہ — وارفتۂ و سرگرداں بے مایۂ و بے چارا
شیطان کا ستم خوردہ اس نفس کا دکھیارا — ہر سمت سے غفلت کا گھیرے ہوئے اندھیارا
آج اپنی خطاؤں کا لادے ہوئے پشتارا — دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا
جذبات کی موجوں میں لفظوں کی زباں گم ہے — عالم ہے تحیر کا یا رائے بیاں گم ہے
مضمون جو سوچا تھا کیا جانے کہاں گم ہے — آنکھوں میں بھی اشکوں کا اب نام ونشاں گم ہے
سینے میں سلگتا ہے رہ رہ کے اک انگارا — دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا

آیا ہوں تیرے در پر خاموش نوا لے کر نیکی سے تہی دامن انبار خطا لے کر
لیکن تیری چوکھٹ سے اُمید سخا لے کر اعمال کی ظلمت میں توبہ کی ضیاء لے کر
سینے میں طلاطم ہے دل شرم سے صد پارا دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا
اُمید کا مرکز یہ رحمت سے بھرا گھر ہے اس گھر کا ہر اک ذرہ رشک مہ و اختر ہے
محروم نہیں کوئی جس در سے یہ وہ در ہے جو اس کا بھکاری ہے قسمت کا سکندر ہے
یہ نور کا قلزم ہے یہ امن کا فوارا دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا
یہ کعبہ کرشمہ ہے یا رب تیری قدرت کا ہر لحہ یہاں جاری میزاب ہے رحمت کا
ہر آن برستا ہے مُن تیری سخاوت کا مظہر ہے یہ بندوں سے خالق کی محبت کا
اس عالم ہستی میں عظمت کا یہ چوبارہ دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا
یا رب مجھے دنیا میں جینے کا قرینہ دے میرے دلِ ویراں کو اُلفت کا خزینہ دے
سیلاب معاصی میں طاعت کا سفینہ دے ہستی کے اندھیروں کو انوار مدینہ دے
پھر دہر میں پھیلا دے ایمان کا اُجیارا دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا
یا رب میری ہستی پر کچھ خاص کرم فرما بخشے ہوئے بندوں میں مجھ کو بھی رقم فرما
بھٹکے ہوئے راہی کا رُخ سوئے حرم فرما دنیا کو اطاعت سے گلزار ارم فرما
کردے میرے ماضی کے ہر سانس کا کفارہ دربار میں حاضر ہے ایک بندۂ آوارا

عاصی اور آسی :نعت کے آخری بند میں مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے اپنا تخلص ''آسی'' کہا اور توضیح کی کہ یہ لفظ ''عاصی'' نہیں بلکہ ''آسی'' ہے۔ تو فانی صاحب نے کہا اس میں بھی وہی فرق ہے جو ''جہاں دیدہ'' اور جہاں دیدہ'' میں ہے۔

وہ جو شاعری کا سبب ہوا: مولانا عبدالقیوم حقانی نے کلیم عاجز کی کتاب کے بارے میں فرمایا: ''وہ جو شاعری کا سبب ہوا،، کہیں بھی نہیں ملتی۔ اس موقع پر مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے کلیم عاجز کے بارے میں فرمایا: وہ بہت بڑے شاعر ہیں اور ان کا یہ شعر پڑھا ....

خنجر پہ کوئی چھینٹ نہ دامن پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو ، کہ کرامات کرو ہو

فانی صاحب نے کہا: یہ غزل کلیم عاجز نے سقوط مشرقی پاکستان کے بعد دہلی میں عظیم مشاعرہ تھا، جس میں اندرا گاندھی بھی موجود تھیں، اس کی موجودگی میں یہ غزل سنائی تھی اور اس شعر میں بالخصوص اندرا گاندھی کو مخاطب کیا تھا۔

شاعر ہونے کی حیثیت سے پہلا تعارف : فانی صاحب نے مفتی صاحب سے کہا: حضرت! وادئ کشمیر کے بارے

میں آپ کی نظم بہت شاندار ہے۔ مولانا سمیع الحق نے اس کا پس منظر بیان فرمایا اور مزید فرمایا کہ ہم کشتی میں بیٹھے تھے اور مولانا عثمانی صاحب ہمیں کشتی میں یہ نظم سناتے رہے۔ ''الحق'' میں بھی چھپی۔ ''الحق'' میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے درج ذیل تمہیدی کلمات کے ساتھ شائع کی۔

''پچھلے دنوں محب محترم مولانا محمد تقی عثمانی مدیر ماہنامہ ''البلاغ'' مع برادر مکرم مولانا محمد رفیع عثمانی اکوڑہ خٹک تشریف لائے۔ دو تین دن پُر لطف رہے۔ ان مجالس کی یادگار یہ ایک نظم ہے۔ اس نظم سے شاعر نے چاندنی رات میں دریائے لنڈا (دریائے کابل) کی سیر کرتے ہوئے کشتی میں احباب مجلس کو محظوظ کیا۔ دریائے لنڈا اکوڑہ خٹک کی آبادی سے متصل دریا ہے۔ سامنے اس پار وہ گھاٹی ہے جس کو طے کر کے شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ کے دیگر رفقاء نے دریا کو عبور کیا اور رات کے وقت اکوڑہ خٹک میں سکھوں کے کیمپ پر شب خون مارا۔ اس ماحول نے اشعار میں لطف وتاثیر کی ایک عجیب شان پیدا کر دی تھی، پڑھنے والا خود بھی سراپا سوز بنا ہوا تھا اور سننے والے بھی اپنے آپ کو ڈیڑھ صدی قبل یہاں کی اس تاریخی رات میں محسوس کر رہے تھے، جسے سید شہیدؒ نے لیلۃ الفرقان قرار دیا تھا۔ مولانا محمد تقی عثمانی سے معذرت کرتے ہوئے الحق غالباً پہلی بار انہیں بحیثیت ایک قادر الکلام شاعر کے متعارف کرا رہا ہے نظم کا آغاز یوں ہوتا ہے.....

تو حسن کا پیکر ہے تو رعنائی کی تصویر
مخمور بہاروں کے حسین خواب کی تعبیر
اے وادئ کشمیر ! اے وادئ کشمیر!
رخشاں ہے ترے ماتھے پر آزادی کی تنویر

عثمانی کلام کے طرز پر فانی کلام کی ایک جھلک : فانی صاحب نے بھی اسی سے متاثر ہو کر ایک نظم لکھی ہے۔ اے وادئ کشمیر! اس کے بھی دو شعر نذر قارئین ہیں۔ فانی صاحب نے لکھا ہے ''وادئ کشمیر میں نہتے مسلمان عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور جوانوں پر بھارتی افواج کی بربریت اور اقوامِ عالم کی مجرمانہ خاموشی کے تناظر میں نظم موزوں ہوئی جس کا آغاز یوں ہوتا ہے ....

تو عکس دلآویزی و تو حسن کی تصویر　　اے خطۂ کشمیر
اللہ نے بخشی ہے تجھے عزت و توقیر　　اے خطۂ کشمیر

شعر میں تصرف، تاریخ پیدائش ووفات : شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق نے مولانا محمد تقی عثمانی کے ذوقِ شعروادب کی بہت تحسین کی۔ فانی صاحب نے کہا: مولانا نے اپنے بھائی ذکی کیفی کے کیفیات پر زبردست مقدمہ لکھا۔ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے ان کے ایک شعر میں معمولی ردوبدل کیا ہے اور تاریخ پیدائش ووفات نکالی ہے۔ کیفی کا شعر ہے ......

اب کیا ستائیں گی ہمیں دوراں کی گردشیں　　ہم اب حدودِ سود وزیاں سے نکل گئے

مولانا محمد تقی عثمانی نے لکھا ہے کہ اگر اس شعر کو اس طرح پڑھا جائے کہ ......

اب کیا ستائیں گی تمہیں دوراں کی گردشیں　　　تم تو حدودِ نفع وزیاں سے نکل گئے

پہلا مصرعہ ان کی عیسوی تاریخ وفات ۱۹۷۵ء بن جاتا ہے اور دوسرا مصرعہ (آٹھ دن کے فرق سے) ان کی ہجری تاریخ پیدائش (۱۳۴۵ھ) بنتا ہے۔

کیفیات کا مقدمہ : اس پر قاری محمد عبداللہ نے فرمایا: واقعی وہ مقدمہ بہت خاصے کی چیز ہے۔ پھر فانی صاحب نے کیفی کا ایک شعر پڑھا ......

جس قدر تسخیر خورشید و قمر ہوتی گئی　　　زندگی تاریک سے تاریک تر ہوتی گئی

مولانا سمیع الحق نے واہ واہ کہا اور مکرر کی درخواست کی، پھر مکرر سنایا۔

دار العلوم دیو بند میں طلبہ کا مشاعرے کا اہتمام : اسی محفل میں فانی صاحب نے کہا : دار العلوم دیو بند میں طلباء کی انجمن میں باقاعدہ مشاعرہ کا اہتمام ہوتا تھا۔ کشکول میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ایک مشاعرے کا حال لکھا ہے اور اس مشاعرے کے لئے "مصرعہ" اور "طرح" یہ رکھا گیا تھا ......

ع　　بارش کی علامت ہے کہ ہوتی ہے ہوا بند

اس "طرح" پر مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے غزل لکھی ہے۔ مولانا تقی عثمانی نے اسی غزل کا ایک شعر سامعین کو سنایا وہ شعر یہ ہے ......

مسدود ہیں گو ساری تدابیر کی راہیں　　　خوش ہو کہ نہیں تجھ پہ ابھی بابِ دُعا بند

تمہید ہیں رحمت کی یہ دنیا کے مصائب　　　بارش کی علامت ہے کہ ہوتی ہے ہوا بند

مولانا تقی عثمانی نے فرمایا کہ شیخ الہندؒ کی سرپرستی میں باقاعدہ طلبہ محفل مشاعرہ منعقد کیا کرتے تھے۔

ولی را ولی مے شناسد　　شیخ الحدیث مولانا مطلع الانوار صاحب کے بارے میں فانی صاحب نے کہا : یہ بھی عربی، فارسی اور پشتو کے بڑے شاعر ہیں۔ تو مولانا سمیع الحق صاحب نے انتہائی تعجب کا اظہار کیا کہ ہمیں تو ان کی اس صفت کا علم نہیں تھا اور فانی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا: "ولی را ولی می شناسد" پھر مولانا مطلع الانوار نے مولانا سمیع الحق اور مولانا مفتی تقی عثمانی کے اصرار پر اپنے عربی فارسی کی چند نظمیں اور اشعار پڑھے بطور نمونہ مولانا مطلع الانوار کے "القصیدۃ النعتیه فی مدح خیر البریة" سے پہلا اور آخری شعر نذر قارئین ہے ......

حـمـدًا وشـكـرًا لا يقف جداً الی یوم الابَد　　　لاوحدحد الفرد الذی سبحان لیس له ولد

فـی بـابـک الـوارک و انـواره انـوارک　　　اسـتـاره اسـتـارک ان انـت الا مـلـحـداً

ذوقِ پرواز: مولانا قاری محمد عبداللہ نے سفرناموں کے بابت بات چلائی تو فرمایا: مولانا راشد الحق کا "ذوقِ

پرواز'' بھی بہت بلند ہے۔ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے پوچھا: ''ذوقِ پرواز'' کیا ہے؟ فرمایا: ''مولانا راشد الحق کا سفرنامۂ یورپ ہے، وہ بھی بہت خاصے کی چیز ہے۔

الہامی لطیفے: فانی صاحب نے ایک موقع پر یہ بھی کہا کہ حضرت تھانویؒ ہر بات پر اور تقاریر میں موقع بہ موقع یہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر مجھے ایک لطیفہ یاد آیا۔ اتنے ڈھیر سارے لطیفے وہ کس طرح یاد رکھتے ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لطیفے بھی ان کے اختراعی ہیں تو مفتی تقی عثمانی صاحب نے فرمایا: واقعی یہ لطیفے علمی ہوتے ہیں مگر الہامی ہوتے ہیں۔

اسلام کا نظامِ سیاست وحکومت: مولانا عبدالباقی حقانی نے اپنی عظیم تصنیف ''اسلام کا نظامِ سیاست و حکومت'' شیخ الاسلام کی خدمت میں پیش کی تو مولانا سمیع الحق نے فرمایا کہ مولانا عبدالباقی حقانی نے یہ کتاب بڑی مشقت، محنت، مجاہدہ سے لکھی ہے۔ کبھی غاروں میں چھپ کر اور کبھی پہاڑوں میں رہ کر، کبھی صحراؤں میں سرگرداں ہو کر کتاب مکمل کی۔ بہرحال یہ طویل داستان ہے۔ بعد میں تفصیل سناؤں گا۔

مولانا محمد تقی عثمانی نے کتاب کو ہاتھ میں لیا، خوش ہوئے اور ڈھیروں دُعائیں دیں اور فرمایا: اس موضوع پر میری بھی ایک کتاب ''اسلام اور سیاسی نظریات'' چھپ کر آ گئی ہے۔ حاضرین علماء تھے، سب نے کہا: ہم استفادہ کر رہے ہیں۔

جامعہ ابوہریرہ میں: شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی' جامعہ تحسین القرآن میں خطاب کے بعد' شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور ماہنامہ الحق کے مدیر شہیر مخدوم زادہ مولانا راشد الحق سمیع حقانی اور علماء وفضلاء کی ایک جماعت کیساتھ جامعہ ابوہریرہ تشریف لائے۔ ظہر کی نماز جامعہ ابوہریرہ میں ادا کی۔ عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کی وجہ سے طلبہ چھٹی پر تھے، اسلئے کوئی ہجوم واژدحام نہ بنا۔ اور شیخ الاسلام نے اطمینان سے جامعہ ابوہریرہ بالخصوص ابوہریرہ کتب خانہ کا معائنہ فرمایا۔ القاسم اکیڈمی کی مطبوعات دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ مولانا عبدالقیوم حقانی کی تصنیفات وتالیفات اور تعلیمی مساعی کو سراہا۔

اساتذۂ کرام کے دامنِ رُشد وہدایت سے وابستگی: اس موقع پر کسی مناسبت سے حقانی صاحب نے مولانا مفتی محمد تقی عثمانی سے عرض کیا۔ حضرت! ہم جامعہ ابوہریرہ کو دارالعلوم حقانیہ کا ایک دارالاقامہ اور اس کی ایک درسگاہ سمجھتے ہیں اور ہر بات اور ہر قدم میں اپنے اساتذہ سے مشورہ اور ان کے دامن سے وابستہ ہیں اور استاذِ مکرم مولانا سمیع الحق، مولانا انوار الحق ہماری سرپرستی فرماتے اور اپنی اولاد کی طرح شفقت فرماتے اور دُکھ درد میں شریک رہتے ہیں۔ شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی نے فرمایا:

''خوش نصیب ہو کہ تمہیں اپنے اکابر اور اساتذہ اور مادرِ علمی کی شفقتیں حاصل ہیں، وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو اپنے اکابر اور اساتذہ کے دامن سے تادمِ مرگ وابستہ رہتے ہیں علیحدہ کام شروع کرنا، مستقل ادارے بنانا اور چلانا

مستحسن کام ہے۔ اللہ پاک استقامت دے، مگر مستقل بالذات ہونا مذموم ہے۔ والد مکرم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرمایا کرتے جو لوگ اپنے اساتذہ، مادر علمی اور بزرگوں سے کٹ کر مستقل بالذات کام کرتے ہیں، وہ مستقل بدذات ہوتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق کے در دولت پر: جامعہ ابوہریرہ سے رخصت ہونے کے بعد قافلہ اکوڑہ خٹک کے لئے رواں دواں ہوا۔ جہاں دوسرے روز استاذ العلماء مولانا سمیع الحق کی ''مکاتیب مشاہیر کی تقریب رونمائی'' ہونی تھی۔ جبکہ حضرت الاستاذ مولانا عبدالقیوم حقانی نے مجھے حکم فرمایا کہ مغرب کے بعد حضرت مولانا سمیع الحق نے جامعہ حقانیہ آنے کا حکم فرمایا ہے۔ شام کو حضرت مولانا قاری عبداللہ صاحب بھی اپنے رفقاء کے ساتھ جامعہ ابوہریرہ تشریف لے آئے۔ جامعہ کے کتب خانہ میں علمی اور ادبی گفتگو فرماتے رہے۔ مغرب کے بعد ہم سب لوگ مولانا سمیع الحق کی رہائش گاہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرات سیر کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ ہم لوگ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے دولت کدہ میں انتظار کرنے لگے۔ حضرات کے تشریف لانے تک یہاں بھی علمی اور ادبی محفل جم گئی۔

امیر شریعتؒ کی چوہدری افضل حق کیلئے دُعا: مولانا قاری عبداللہ نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ایک نادر واقعہ بیان فرمایا۔ فرمایا کہ: امیر شریعت ایک جلسے سے خطاب فرما رہے تھے جبکہ چوہدری افضل حق ان دنوں سی، آئی، ڈی کے افسر تھے اور مقررین کے خطبات لکھتے اور رپورٹ حکومت کو پیش کرتے۔ اسی جلسہ میں چوہدری صاحب بھی حسبِ معمول شریک تھے۔ امیر شریعتؒ نے جلسہ کے اختتام پر تمام سامعین سے فرمایا کہ:

> ''میں ایک دُعا مانگنے لگا ہوں آپ سب اس پر آمین کہہ دیں۔ چنانچہ سب لوگ متوجہ ہوئے کہ کیا دُعا مانگیں گے؟ امیر شریعت نے فرمایا: حضور اقدس ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے حضرت عمرؓ کے بارے دُعا کی تھی اور انہیں اللہ تعالیٰ سے مانگا تھا۔ آج میں اللہ تعالیٰ سے چوہدری افضل حق کو مانگتا ہوں، آپ سب آمین کہہ دیں۔ ابھی دُعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ چوہدری افضل حق اُٹھ کھڑے ہوئے اور وردی اُتارتے ہوئے کہا: بس شاہ جی بس! آج سے میں پکا احراری بن گیا ہوں''۔

ولاد کی ذمہ داریاں: حضرت قاری صاحب نے مولانا حقانی سے فرمایا کہ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کی سوانح دو جلدوں میں انڈیا سے چھپی ہے۔ بہت ہی جامع کتاب ہے۔ آپ کے پوتے مولانا مسعود اعظمی نے لکھی ہے۔ س کے آخر میں ایک شعر ہے۔ حافظ محمد قاسم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: آپ کے لئے پڑھتا ہوں ....

اے اہل ہنر اپنی امانت کو سنبھالو ہم نے علم و ہنر کے دریا بہا دیے

مولانا حقانی صاحب نے بھی محنت، جدوجہد اور شب و روز ایک کر کے علم و ہنر کے دریا بہائے ہیں۔ اب اس گلشن کو سنبھالنا تمہارا کام ہے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے مرقد پر حاضری: ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ خبر آئی کہ حضرات شیخین (شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی، شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق) تشریف لے آئے ہیں اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی مرقد انور پر حاضری دے رہے ہیں۔ مولانا حقانی اور مولانا قاری عبداللہ صاحب بھی مقبرہ تشریف لے گئے۔ سب حضرات اور علماءٔ طلباء کا جم غفیر مرقد شیخ الحدیثؒ کے اردگرد کھڑے ہوکر فاتحہ اور ایصال ثواب میں مصروف تھا۔ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق اور شیخ الاسلام مولانا مفتی تقی عثمانی دیر تک بڑے مؤدب انداز میں کھڑے رہے اور تلاوت کرکے ایصال ثواب کرتے رہے۔

حقانی سندات کے کتبے اور حقانی مقبرہ کا تعارف: شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق نے شیخ الاسلام کو شیخ الحدیث کا سلسلۃ الذہب (سند) والا کتبہ دکھایا۔ پھر خاندانی تعارف والا کتبہ اور پھر روحانی سلسلہ (تصوف) والا کتبہ، بعدازاں مولانا راشد الحق سمیع حقانی ایڈیٹر ماہنامہ ''الحق'' اور مولانا حامد الحق حقانی (سابق ایم این اے) نے خاندانی افراد کے قبور اور مقبرہ میں مدفون دیگر حضرات کے قبور کا تعارف کرایا۔

تیرا قبرستان مالا مال ہے: اسی دوران مولانا قاری عبداللہ نے شیخین سمیت حاضرین کو اپنی طرف متوجہ کرکے فرمایا کہ: ''مولانا محمد علی جوہرؒ شاہ ولی اللہؒ کے قبرستان پر گئے تو فرمایا .... ۔

آج جس دولت کا بازار جہاں میں کال ہے
اے دہلی! تیرا قبرستان مالا مال ہے

تو ہم بھی شیخ الحدیثؒ کے مقبرہ پر آکر یہی کہیں گے۔

تین نسلیں: شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہ نے فرمایا کہ: ہم بھی شاہ ولی اللہؒ کے مقبرہ پر گئے تھے، وہاں بھی تین نسلیں مدفون ہیں، شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ محمد اسحاقؒ اسی طرح ہم بھی یہاں تین نسلیں موجود ہیں، یعنی شیخ الحدیثؒ، میں اور راشد الحق اور حامد الحق۔

قبلہ رو ہوکر دُعا: شیخ الاسلام مدظلہ نے مرقد شیخ پر فاتحہ پڑھی، ایصال ثواب کیا، فارغ ہوکر رو بہ قبلہ ہوکر دُعا مانگی، مرقد کی جانب پیٹھ تھی تاکہ نادان لوگ یہ نہ سمجھیں کہ قبر والوں سے مانگ رہے ہیں، بلکہ قبلہ رو ہوکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سراپا عجز وانکسار اور مجسم سوال بن گئے۔ دُعا کے الفاظ تو نہ سن سکا، البتہ ظن غالب تھا کہ مقبرہ والوں کے رفع درجات کی دُعائیں مانگ رہے ہیں۔

جامعہ حقانیہ کے کتب خانے میں: فاتحہ اور ایصال ثواب کے بعد جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے عظیم کتب خانہ میں تشریف لے گئے۔ یہاں حاضرین وشائقین اور طلبہ کے بہت زیادہ ہجوم کی وجہ سے کتب خانے کا دروازہ بند کردیا گیا۔ احقر کی بدقسمتی کہ باہر ہی رہ گیا، اور دروازہ پر کھڑے شخص محافظ شوکت صاحب کی منت سماجت کی مگر بایں ہمہ اندر جانے

کی اجازت نہ مل سکی۔احقر کو بہت افسوس ہے کہ قارئین کو حضرات مشائخ کتب خانے کی گفتگو اور کتب خانے کے معائنہ کے مناظر پیش نہ کرسکا۔یقیناً وہ گفتگو بہت ہی اہم تھی۔مگر اب سوائے حسرت کے اور کیا ،کیا جاسکتا ہے۔

مولانا حامد الحق حقانی کی بیٹھک میں: کتب خانے سے نکل کر مولانا حامد الحق حقانی کے رہائش گاہ تشریف لائے اور ایک اچھی خاصی علمی ،ادبی ،تحقیقی ،کتابی اور مطالعاتی محفل جم گئی۔

کتابوں کے تحفے : جناب اکرام اللہ شاہد (سابق ڈپٹی سپیکر خیبر پختونخوا) نے شیخ الاسلام مدظلہ کی خدمت میں اپنے عظیم والد مولانا مدرار اللہ مدرار قدس سرہٗ کی کتابیں اور اپنے بیٹے جناب پروفیسر مشتاق احمد کی کتاب ''جہاد،مزاحمت اور دہشت گردی'' پیش کی تو شیخ الاسلام مدظلہ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ ''جہاد،مزاحمت اور دہشت گردی'' یہ کتاب اس سے قبل مولانا فضل الرحمٰن نے بھی دی تھی۔

موبائل رنگ میں آیت لگانا اور مصحف ڈالنا: کسی کے موبائل فون پر گھنٹی بجی تو حضرت الاستاذ مولانا حقانی نے شیخ الاسلام سے استفسار فرمایا کہ رنگ ٹون پر آیتِ قرآنی لگانا کیسا ہے؟ فرمایا: آیاتِ قرآنیہ کو رنگ ٹون کے طور پر لگانا ناجائز ہے۔کسی اور نے پوچھا: قرآن کریم موبائل کے میموری میں ڈالا جائے تو مصحف کا حکم ہوگا؟ شیخ الاسلام نے مدظلہ نے جواب میں فرمایا کہ نہیں یہ عکس ہے اور یہ مصحف کے حکم میں نہیں۔

مکتبۃ الشاملۃ : ارشاد فرمایا: اب تو بہت آسانی ہوگئی ہے،صرف مکتبۃ الشاملۃ میں سات ہزار (۷۰۰۰) کتابیں ہیں۔میں نے اپنے کمپیوٹر میں ڈالا ہوا ہے۔سفر میں بہت آسانی ہے۔

ایک عظیم تفسیر شرح احیاء اور تاریخ ابن عساکر کا ذکر : علامہ عراقی نے احیاء العلوم کی شرح لکھی ہے،اس کا نام ہے ''**المغنی عن حمل الاسفار من الاسفار فی شرح احیاء العلوم والآثار**'' ۔جناب اکرام اللہ شاہد نے عرض کیا: حضرت!ایک عرب نے تفسیر لکھی ہے ۸۴۰ جلدوں میں،۱۲ جلدوں میں اس کا مقدمہ ہے۔تفسیر کا نام ''الحاوی'' ہے۔ میرے بیٹے نے نیٹ سے لیا ہے۔شیخ الاسلام نے مفسر کے نام اور ای میل ایڈریس کے بارے میں پوچھا مگر شاہد صاحب نے کہا: بیٹے سے پوچھ کر بتادوں گا۔

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا: تاریخ ابن عساکر ۸۰۰ جلدوں میں تھی۔اب بھی کسی کتب خانہ میں اس کا مخطوطہ ہوگا۔

علامہ سرخسیؒ اور امام شافعیؒ کے علوم :

مولانا سمیع الحق نے فرمایا: علامہ سرخسیؒ کی ایک کتاب بھی سینکڑوں جلدوں میں ہے۔شیخ الاسلام نے فرمایا: امام شافعیؒ کا مشہور قول ہے کہ میں نے امام محمدؒ سے ایک بختی اونٹ کا بوجھ (علم) حاصل کیا ہے۔اب آپ اندازہ لگائیں کہ ایک بختی اونٹ پر کتنی کتابوں کا بوجھ ڈالا جاسکتا ہے؟ (بقیہ صفحہ ۶۴ پر)